© rasailojaraid.com

سید صبیح الحسن ہمدانی

کئی دماغوں کا ایک انساں..........!

الٰہی وہ ہستیاں اب کس دیس بستیاں ہیں
کہ جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

میں نے جب ہوش سنبھالا، ایک گونج دار آواز کو اردگرد کے ماحول کا احاطہ کیے ہوئے پایا۔ جیسے جیسے سمجھ آتی گئی مجھے پتہ چلا کہ اس گونج دار آواز کے حامل ''بطخ والے ماموں جان'' (سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ) ہیں۔ جنہیں گھر کے بڑے ''لالہ جی'' منجھلے ''لالے ماموں'' اور چھوٹے ''ڈکو (Duck) والے تایا ابو'' کہتے ہیں اور ہم یعنی میں اور ہمشیرہ دوسروں کے بتانے پر بطخ والے ماموں جان کہنے لگے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماموں جان جیسے باہر کی دنیا میں شگفتہ مزاج تھے اسی طرح...... بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ گھر میں ہنستے بولتے تھے۔ بہت کم لوگ ایسے دیکھے ہیں جو اتنے عظیم ہونے کے باوجود گھر میں بھی ہنستے ہنساتے ہوں۔ خطابت تو ورثے میں ملی تھی۔ جب تقریر کرتے تو مجمع کو مٹھی میں لے لیتے، جب چاہا ہنسا لیا، جب چاہا رُلا دیا۔ قرآن پڑھتے تو معلوم ہوتا کہ ابھی نازل ہوا ہے۔ تمام زندگی انگریزی مصنوعات کے خلاف رہے۔ فٹ بال اور والی بال کے بڑے دلدادہ تھے۔ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بچوں سے بہت پیار کرتے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان کی زندگی کی آخری ''سیرت خاتم الانبیاءؐ کانفرنس'' میں، میں ان کے ساتھ ملتان سے چناب نگر عازم سفر ہوا۔ رستہ بھر اپنی بذلہ سنجی سے ہمراہیوں کو ہنساتے رہے۔ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کا بیٹا عطاء المنان بخاری جو میرا ہم عمر ہے، وہ اور مدرسہ کے دو اور لڑکے بھی ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم منزل مقصود پر پہنچے تو کسی ساتھی (غالباً صوفی بشیر احمد صاحب) نے پوچھا: ''شاہ جی! یہ بچے کون ہیں''؟ تو تعارف کرواتے ہوئے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''یہ میری بھانجی کا بیٹا ہے''۔ عطاء المنان کی طرف رخ کیا اور ارشاد فرمایا: ''یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے''۔ یہ کہتے ہوئے مدرسے کے دونوں طلباء کو اپنے ساتھ لپٹا کر فرمایا: ''یہ میرے بیٹے ہیں''۔ یہ سن کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس وقت تو خاموش ہو گیا لیکن رات کو میں نے دیکھا کہ موڈ بہت خوشگوار ہے تو میں نے کہا: ''ماموں جان! ایک بات کہوں، ناراض تو نہ ہوں گے'' بولے: ''کہو! تو سہی''۔ میں نے کہا: ''ماموں جان! آپ نے اچھا نہیں کیا اتنے گندے لڑکوں کو اپنا بیٹا بنا لیا، مجھے کہتے تو سہی میں آپ کا اچھا بیٹا بن جاتا''۔ اس وقت تو خاموش ہو گئے لیکن ملتان آ کر خال مکرم سید کفیل بخاری کو فرمانے لگے: ''دیکھو تو سہی! بچے نے کتنی بڑی بات کی ہے۔''

مرحوم ایک بار جس بات کا تہیہ کر لیتے اُسے ضرور کر دکھاتے۔ ایک بار میں گھر میں کھیل رہا تھا کہ مجھے خبر ملی کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حجام آیا ہوا ہے اور مدرسے کے لڑکوں کے سر منڈائے جا رہے ہیں۔ میری جو شامت آئی، میں یہ "پر لطف نظارہ" دیکھنے چل پڑا۔ پہلے تو میں درخت کے پیچھے چھپ کر دیکھتا رہا۔ اسی دوران مدرسے میں چھٹی ہوگئی اور عطاء المنان و دیگر ہم مکتب دوست آ گئے۔ ان کو دیکھ کر کچھ حوصلہ ہوا تو درخت کی اوٹ سے نکل کر حجام کے ساتھ والی چارپائی پہ جا بیٹھا۔ ماموں جان نے کسی بات پر زور کا قہقہہ لگایا تو میری بھی ہنسی چھوٹ گئی۔ اب تک تو مجھ سے غافل تھے لیکن اب اچانک جو دیکھا تو بولے: "اچھا یہ بھی آیا ہوا ہے، آج اس کا سر منڈوائیں گے"۔ یہ کہہ کر مجھے فرمانے لگے کہ "ادھر سامنے آ بیٹھو!" ان دو لڑکوں کے بعد تمہاری باری ہے"۔ میری تو جان ہی نکل گئی۔ اچانک ذہن میں ایک شیطانی خیال آیا۔ میں نے کہا: "ماموں جان! میں کپڑے تبدیل کر کے آ رہا ہوں" اور جواب کا انتظار کئے بغیر دوڑ لگا دی۔ وہ پیچھے سے "ٹھہرو! رکو!" کہتے رہے لیکن میں بھاگتا رہا اور بیت الخلاء جا کر دم لیا۔ انہوں نے بعد میں ایک لڑکا بھی بھجوایا۔ میں اُسے کہیں بھی نہ ملا۔ اس کے بعد تو جب بھی کوئی مجھ سے آ کر کہتا حجام آیا ہوا ہے تو میں ہوتا تھا اور بیت الخلاء! جب تک اس خبر کی تصدیق نہ ہو جاتی کہ حجام چلا گیا ہے، میں بیت الخلاء سے باہر نہ نکلتا۔ اس کے بعد تو اکثر مجھے خوابوں میں بھی یہی نظر آتا کہ نائی آیا ہوا ہے اور میری تلاش ہو رہی ہے۔ جب حجام کی روز روز آمد ہونے لگی تو میں ماموں جان سے چھپنے لگا۔ جدھر وہ نظر آتے، میں وہاں سے فرار ہو جاتا۔ شاہ جیؒ اکثر فرمایا کرتے "کیا بات ہے بیٹا، کبھی ہمارے پاس بھی بیٹھ جایا کرو" میں آئیں بائیں شائیں کر کے چپ ہو جاتا۔ لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی! ایک دن کھیلتے ہوئے شاہ جیؒ کی نظر میرے بالوں پر پڑی تو فرمانے لگے کہ ابھی جاؤ، گھر سے پیسے لے کر آؤ اور عزیزم عباس کے ساتھ جا کر سر منڈا کے آؤ۔

شام کو جب ہم تمام بچے اکٹھے ہو کر ان کے پاس پہنچتے، لطیفوں اور پہیلیوں کا ایک رن پڑتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی مغل شہنشاہ اپنے مصاحبوں کے جلو میں دربار میں بیٹھا ہے۔ یہی وہ وقت تھا کہ ہم ایک دوسرے کی شکایتیں لگاتے۔ وہ قصوروار کو ڈانٹتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ زمین پھٹ گئی ہے اور ہم اس میں دھنستے جا رہے ہیں۔ اوپر سے ساتھیوں کا ہنسنا دماغ کو شل کر دیتا۔ ایک دفعہ میں نے کہا "ماموں جان! میں سب سے بہادر ہوں" تو باقی ساتھی بھی شور مچانے لگے کہ "ہم بھی بہادر ہیں"۔ میں نے کہا "ماموں جان! آپ کوئی مقابلہ کروالیں، نتیجہ سامنے آ جائے گا"۔ کہنے لگے: "یہ ٹھیک ہے، وہ سامنے اندھیرے میں جو کھجور کا درخت ہے، اسے ہاتھ لگا کے آؤ"۔ باقی سب کو تو میں نے یہ کہہ کر ڈرا دیا کہ رات کو کھجور کے درخت پر جن ہوتے ہیں۔ لیکن خود بھی ڈرنے لگا، کہیں سچ مچ جن نہ ہوں۔ آخرکار ڈرتے ڈرتے میں نے ہاتھ لگا لیا اور کہا "ماموں جان! لگا لیا"۔ فرمایا "تو بڑا شیر ایں پر پُونچھلوں بغیر ایں" (تو بڑا شیر ہے لیکن دم نہیں ہے)

شجاعت، رحم دلی، ذہانت، طاقت، بذلہ سنجی، مطالعہ...... غرض کہ دنیا کی ہر خوبی ان میں موجود تھی۔ بڑے سے بڑے ظالم و جابر حکمران کو للکارا اور کبھی نہ ڈرے۔ رحم دلی میں یکتا و تنہا تھے۔ یہ تو ہمیں ان کی وفات کے بعد پتہ چلا کہ کئی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محتاج ان کی مالی امداد سے مستفید ہوتے رہے۔ان کی خطابت،ان کی مضمون نگاری سدا بہار تھی۔آج بھی ان کی تقریریں اور تحریریں تازگی کا نمونہ ہیں۔سلطان آف برونائی سے لے کر پاکستان کی گھٹیا ڈبل روٹی تک کی معلومات سے واقف تھے۔عزیزم نعمان احمد سنجرانی جو میرے ہم عمر ہیں،چھوٹے قد کے مالک ہیں۔ایک بار ڈیڑھ لیٹر مشروب کی بوتل لے کر جارہے تھے۔اچانک شاہ جیؒ بولے:''بڑی بوتل چھوٹی بوتل لے کر جارہی ہے''۔

شاہ جیؒ کو منبر پر سننے والا شخص ان کو دوستوں کی محفل میں دیکھ کر پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ وہی شاہ جیؒ ہیں۔عربی ،انگریزی،اردو،سرائیکی،پنجابی اور فارسی بالکل اہل زبان کی طرح بولتے۔موج میں ہوتے تو بچوں کے ساتھ پتنگ بازی بھی کرتے۔بچوں کو اپنے سامنے والی بال اور فٹ بال کھلاتے وقت ایک ماہر کوچ دکھائی دیتے۔انگلینڈ کا دورہ کیا۔کیمبرج یونیورسٹی کے کانفرنس ہال میں وہ شہرہ آفاق تلاوت کی کہ عرب شیوخ بھی عش عش کر اٹھے۔انگریز سٹیج سیکرٹری بھی ادب سے دوزانو ہوگئی۔اُن پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

تقریر میں اتنے سلیس اور سادہ الفاظ استعمال کرتے کہ میرے جیسا ناسمجھ لڑکا بھی کچھ نہ کچھ سمجھ ہی جاتا۔انہوں نے''مجلس ذکر حسین'' سے خطاب کرتے ہوئے تین اشعار پڑھے جواب تک مجھے یاد ہیں۔

☆ اے دوست ذرا اور قریب رگِ جاں ہو
کیا جانیے کب تک شبِ ہجراں کا دھواں ہو
☆ کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے ابلۂ مکتب ہوں نہ تہذیب کا فرزند
☆ اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

شاہ جیؒ کو شعر و سخن سے بہت لگاؤ تھا۔قارئین کی دلچسپی کے لیے اُن کے اپنے چند اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

☆مدینہ کی مٹی میرا جسم ہوتا
لعاب نبی بھی مجھی میں سماتا
☆نبی کے وضو کا وہ کوثر سا پانی
بدن پر جو گرتا ،میں سیراب ہوتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

☆ میں وہ آنسو ہوں جو پتھر کو بھی پگھلا دے
میں سمندر ہوں میں موجوں میں بکھر جاؤں گا
☆ لوگ کیا جانیں اللہ سے تعلق کیا ہے
اس تعلق سے تو میں پُل سے گزر جاؤں گا

۱۹۴۷ء سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ کو، سات سال کی عمر میں، والدہ ماجدہ کی بیماری کی وجہ سے، دیگر بہن بھائیوں کے ہمراہ کشمیر کا سفر کرنے کا موقع ملا۔ جس مکان میں ٹھہرے، وہ نیشنل کانفرنس کے کسی لیڈر کا تھا۔ قیام کے دوران ہی سوپور میں نیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ مرحوم جس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے، وہ سڑک کے کنارے آباد شہر پٹن میں واقع تھا۔ سوپور کو رستہ وہیں سے جاتا تھا۔ جواہر لال نہرو کانفرنس میں شرکت کے لیے وہاں سے گزرے تو مالک مکان نے انہیں بتایا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بھی پہلے آئے ہوئے ہیں۔ نہرو جیسے ہی شاہ جیؒ سے ملنے کے لیے اس قصبے میں اترے۔ قصبے کے لوگوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ بچوں کی صف میں ماموں جان عطاء المحسن بھی کھڑے تھے۔ اُن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ جیؒ نے اشارہ کرتے ہوئے مزاحاً فرمایا: ''یہ بھی میری ایک یادگار ہے''۔ نہرو نے مسکرا کر ان سے ہاتھ ملایا اور اپنے گلے سے ایک ہار اتار کر ان کے گلے میں ڈال دیا۔ بچپن میں بہن بھائی کسی وقت مذاق سے کہتے کہ بھئی تم تو بڑی شخصیت ہو، تمہارے گلے میں تو جواہر لال نہرو نے ہار ڈالا تھا۔

جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ مرحوم، اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بچوں سے بہت پیار کرتے تھے۔ دل بہلانے کے لیے پرندے اور مرغیاں پال رکھی تھیں۔ جن میں بڑی بطخیں بکثرت تھیں۔ اور یہ تھے ہمارے ''بطخ والے ماموں جان''، جن کے جنازے پر مجھے آغا شورش کاشمیریؒ کا وہ شعر یاد آ رہا تھا جو انہوں نے امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کی وفات پر کہا تھا۔

کئی دماغوں کا ایک انساں، میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے، زباں سے زور بیاں گیا ہے

عمر فاروق ہارڈ وئیر اینڈ مل سٹور

عمارتی و صنعتی سامان، ہارڈ وئیر، پینٹس، ٹولز، بلڈنگ میٹریل

گورنمنٹ سے منظور شدہ کنڈے، باٹ و پیمانہ جات

صدر بازار، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462483

© rasailojaraid.com